تبصرہ کتب

محمد سرور عباسی: **کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی ۱۸۹۲ء-۱۹٤۷ء** ، قومی ادارہ کشمیریات ، آزاد کشمیر یونیورسٹی مظفرآباد، ۱۹۹۳ء ، ۷۸۰ ص ص ، قیمت مجلد ٤۰۰ روپے -

کشمیر کی تاریخ کے آثار پانچ ہزار سال قبل مسیح کے زمانے سے دریافت کئے گئے ہیں - اس سلسلے میں سید محمود آزاد کی **تاریخ کشمیر** کے نام سے دو جلدوں میں ایک مبسوط کتاب بھی ابھی حال ہی میں شائع ہوچکی ہے- تاہم کشمیر کے بارے میں حقائق ، واقعات اور حالات جو گزشتہ صدی اور موجودہ صدی میں شائع ہوئے ہیں یا تو یورپین سیاحوں کے تذکروں میں ملتے ہیں یا برصغیر ہندو پاکستان کے کچھ نامور مسلم و غیر مسلم محققین و مورخین کی کتابوں میں رقم ہوئے ہیں- یورپین تذکرہ نگاروں میں سر والٹر لارنس ، ولیم مور کرافٹ، سر فرانسس ینگ ہسبنڈ، جیمز اربتھ ناٹ اور جی ٹی وگنے زیادہ اہم شخصیتیں ہیں- انگریزی زبان میں تاریخ کشمیر پر سب سے اہم کتاب موجودہ صدی کی چوتھی دہائی میں ایک عظیم کشمیری سکالر ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی (رجسٹرار دھلی یونیورسٹی) نے **کشمیر** کے نام سے دو جلدوں میں شائع کرکے پنجاب یونیورسٹی (لاھور) کو مستقلاً دے دی تھی- کشمیر کے جملہ پہلوؤں پر یہ سب سے زیادہ مستند کتاب ہے- اردو زبان میں منشی محمد دین فوق نے جنھیں حضرت علامہ اقبال نے "مجدد کشامرہ" کے لقب سے نوازا تھا تین جلدوں پر مشتمل تاریخ کشمیر اس صدی کی دوسری دہائی میں لکھ کر شائع کی تھی- حضرت علامہ اقبال نے بھی منشی فوق کی اس تاریخ کشمیر کو بنظر استحسان دیکھا تھا- یہ لٹریچر بھرطور کشمیر کی تاریخ پر تو مشتمل ہے لیکن اس میں مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی، انکی ڈوگرہ حکومت سے کشمکش اور ستیزہ کاری کا پہلو

ہرگز نظر نہیں آتا- ویسے بھی کشمیر کی تاریخ کا موضوع اس وقت زیربحث نہیں-

مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی کے تذکرے کتابوں کی صورت میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد ہی منصہ شہود پر آنے لگے تھے جب تقسیم برصغیر کے بعد مسئلہ کشمیر یعنی ریاست کے الحاق کا سوال پیدا ہوا تھا - انگریز اور ہندو کانگریس اور مہاراجہ ہری سنگھ کی عیاریوں اور سازشوں کی بنا پر ریاست کا الحاق ناجائز طور پر بھارت سے کردیا گیا تھا- چنانچہ ریاست کے چند معروف اہل قلم کے علاوہ پاکستان کے کچھ ادیبوں، صحافیوں اور تذکرہ نگاروں نے خاصی ریسرچ اور کد و کاوش کے بعد اس موضوع پر چند اہم کتابیں مرتب کیں، اور گذشتہ تین چار برسوں میں جب سے اہل وادی کشمیر نے اسوہ شبیری کے تحت طے کرلیا کہ

ستون دار پہ رکھتے چلو سروں کے چراغ
جہاں تلک کہ ستم کی سیاہ رات چلے

اب تک مسئلہ کشمیر پر بہت سا قیمتی لٹریچر اور کئی گراں بہا کتب شائع ہو کر سامنے آگئی ہیں-

کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی ۱۹۴۷ء-۱۹۹۲ء پروفیسر ڈاکٹر محمد سرور عباسی (وائس چانسلر آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی) کی تازہ تصنیف ہے- مسلمانان کشمیر کی جدوجہد آزادی کے یہ پچپن برس مہاراجہ پرتاب سنگھ اور مہاراجہ ہری سنگھ کے ادوار حکومت پر محیط ہیں- کتاب کے آغاز میں ہی مصنف نے نہایت تفصیل کے ساتھ ڈوگرہ حکومت کے ان بہیمانہ قوانین، اسکے ظالمانہ نظام اور ان شواہد کا ذکر کیا ہے جو پورے ایک سو برس تک صرف مسلمانان ریاست کے لئے مختص رہے اور جن کے تلے یہ "قوم نجیب و چرب دست و تر دماغ" کراہتی رہی اور سب سے بڑے، کشمیری نسل کے شاعر حکیم الامت علامہ اقبال کو

بحضور باری تعالی فریاد کناں ہونا پڑا کہ

"ہے کہاں روز مکافات اے خدائے دیرگیر"-

مصنف نے کتاب کے شروع کے ہی ایک باب میں مسلمانان کشمیر میں جذبہ حریت کی چنگاری سلگانے والے تمام اداروں، تنظیموں اور زعماء کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے- ان اداروں اور انجمنوں مین انجمن اسلامیہ جموں- انجمن نصرت الاسلام سری نگر، انجمن اسلامیہ پونچھ- سرسید کی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس، انجمن کشمیری مسلمانان لاہور- آل انڈیا مسلم کشمیری کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ، جس نے قائداعظم کی صدارت میں ۱۵ مئی ۱۹۲٤ء کو لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے پندرھویں سالانہ اجلاس میں مسلمانان کشمیر پر ڈوگرہ مظالم کے خلاف ریزولیوشن پاس کر کے اقوام عالم کو مسلمانان کشمیر کی مظلومیت کی طرف توجہ دلائی تھی، شامل ہیں-

در حقیقت مسلمانان کشمیر کی بیڑیوں کی پہلی جھنکار اور بقول فیض، سالہا سال سے بے آسرا جکڑے ہوئے ہاتھوں کے محرک کی پہلی کوشش ۲۱ جولائی ۱۹۲٤ء کو دنیا کے سامنے آئی جب ریشم خانہ سری نگر میں مسلمانوں کے لہو کے فوارے چھوٹے- آزادی کے چراغوں کو، جو اس تاریخ کو روشن ہوئے تھے، مزید لہو ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کے سانحہ فاجعہ سے ملا، جب کشمیری جانبازوں نے سرفروشی کی تاریخ میں ایک اور باب کا اضافہ کیا- قابل مصنف نے ان دونوں واقعات بلکہ سانحات کا ذکر نہایت مؤثر انداز میں کتاب کے صفحات ۲۷ اور ۸٤ پر جزئیات کے ساتھ کیا ہے-

۱۹۳۱ء کے معرکہ کرب و بلا کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹٤۰ء تک جب مسلمانان برصغیر نے قائداعظم کی قیادت عظمی میں متحد ہو کر حصول پاکستان کے عزم صمیم کا اعلان کیا، ریاست میں آزادی کی تحریک دن بدن فروغ پاتی رہی- اس عرصہ میں گلانسی کمیشن کی تشکیل، اسکے نتیجہ میں ایک غیر مؤثر قسم کی قانون ساز اسمبلی کا ریاست میں قیام اور بھمبر،

میرپور، کوٹلی، پونچھ اور وادی کے کچھ حصوں میں شورشوں اور بغاوتوں کا تذکرہ مصنف کے مؤرخانہ قلم نے تسلسل کے ساتھ کیا ھے- کتاب میں صفحہ ٤١٣ پر اس معاملہ قائمہ کی اصل حقیقت بھی واضح کی گئی ھے جو مہاراجہ ہری سنگھ نے ١٥ اگست ١٩٤٧ء کو پاکستان کے ساتھ اس لئے کیا تھا کہ اسے دھوکہ میں رکھا جائے کہ شاید مہاراجہ بالآخر پاکستان کے ساتھ ہی الحاق کرے گا لیکن درپردہ وہ بھارت کے ساتھ الحاق کرنے اور ریاست میں مسلمانوں کا استیصال کرنے کی تیاریاں کرنے کے لئے وقت چاہتا تھا- یہ کتاب اغلباً کشمیر پر لکھی گئی کتابوں میں واحد کتاب ھے جس میں ان شھدائے باغ کی مکمل فہرست بھی دی گئی ھے جنھیں باغ جیل میں ڈوگروں نے انتقامی کارروائی کے طور پر شہید کیا تھا، افسوس کہ کسی اور کتاب میں ان عظیم ہستیوں کا نام بھی نہیں لیا گیا جو اسلام اور پاکستان کی خاطر جانیں دے کر اللہ کے ہاں سرخرو حاضر ہو گئے تھے-

نہ منصفی، نہ عدالت ، حساب پاک ہوا
یہ خون خاک نشیناں تھا، رزق خاک ہوا (فیض)

فاضل مصنف نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ممبران کے ناموں کی فہرست بھی اس کتاب میں شائع کر کے ایک طرف مسئلہ کشمیر میں اکابر مسلمانان برصغیر کی کشمیر کے سلسلہ میں خدمات کا تذکرہ کیا ہے اور دوسری طرف یہ بتایا ھے کہ ملت اسلامیہ کے کون کون سے درخشندہ ستارے افق کشمیر پر چمکتے رھے- قاری کو یہ دیکھ کر ضرور حیرت ہو گی کہ ان زعمائے ملت میں، علامہ اقبال، سید محسن شاہ، شمس العلماء خواجہ حسن نظامی، نواب سر ذوالفقار علی خان، مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا حسرت موہانی، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، سید غلام بھیک نیرنگ اور بنگال کے مولانا عبدالحمید بھاشانی ایسی عظیم ہستیاں بھی شامل تھیں-

کتاب میں برسبیل تذکرہ کشمیر کے ان عظیم فرزندوں کا بھی ذکر ھے جنھوں نے جریدہ عالم پر دوام کی مہر ثبت کی- یعنی اس خاک سے جسکے

خمیر میں آتش چنار ہے ، کیسی کیسی یگانہ روزگار ہستیاں نمایاں ہوئیں، ان میں خود امت مسلمین کے عصر حاضر کے مجدد علامہ اقبال بھی تھے جنھوں نے فخر سے یہ فرمایا تھا کہ

تنم گلے زخیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نوا ز شیراز است

اس عظیم فرزند کشمیر کے بارے میں کسی نے ٹھیک کہا ہے کہ اسلام کے فکروعمل کے جو بھی قافلے مستقبل میں نکلیں گے ، وہ اقبال کے فکر و فلسفہ کے عظیم درخت کے نیچے دم لے کر ہی آگے چل سکیں گے - فاضل مصنف نے کتاب میں یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ برصغیر کی طب یونانی یعنی طب مشرق کی ہزار سالہ تاریخ کے سب سے بڑے طبیب حکیم اجمل خان دھلوی کا خمیر بھی اسی خاک سے اٹھا تھا-

کتاب میں قرارداد الحاق پاکستان کے مکمل متن کے ساتھ ان کشمیری نوجوانوں کی بھی مکمل فہرست دی گئی ہے جنھوں نے سربکف اور کفن بردوش ہو کر سری نگر میں ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو سردار محمد ابراھیم خان صاحب کی قیام گاہ پر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا تھا اور مہاراجہ ہری سنگھ کے قصر فرعونیت سے صرف چند فرلانگ کے فاصلے پر بیٹھ کر اسکے جلال و جبروت کو للکارا تھا اور اسے نوٹس دیا تھا کہ اگر وہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء تک پاکستان کے ساتھ ریاست کے الحاق کا اعلان نہیں کرتا تو اسے مسلمانان کشمیر کے ساتھ مسلح جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیئے- یہی وہ سرفروش نوجوان تھے جنھوں نے اس موقع پر قرآن اور تلوار دونوں کو چوم کر حلف اٹھایا تھا کہ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کشمیر کا پاکستان کے ساتھ الحاق نہیں ہوجاتا- قرارداد الحاق پاکستان جو اس اجلاس میں پاس ہوئی تھی، اس وقت کے وزیر خارجہ پاکستان نے یکم جنوری ۱۹۴۸ء کو سیکورٹی کونسل میں بھارت کے پاکستان کے خلاف دعوی کے جواب میں پیش کی تھی اور یہی قرارداد ریاست جموں و کشمیر کے پاکستان

کے ساتھ الحاق کی اساس بنی-

راقم الحروف کے خیال میں کشمیری مسلمانوں کی اس پچپن سالہ جدوجہد آزادی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو اس کتاب میں اجاگر ہونے سے رہ گیا ہو اور اس موضوع پر کوئی اہم ماخذ فاضل مصنف کی نگاہ سے اوجھل رہا ہو- یہ کتاب لاریب اس دور کی انتہائی جامع ، مکمل اور گراں بہا دستاویز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس اہم تصنیف کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا جانا بھی ضروری ہے تاکہ مسلمانان کشمیر کی اس عہد کی جدوجہد آزادی کی مستند تاریخ انگریزی دان طبقے تک بھی پہنچ سکے-

محمد یعقوب ہاشمی